

فَانْظُرُوا إِلَى آثَارِ رَحْمَةِ اللَّهِ

مَشْنُوءٍ

وَنَظَرٌ
حَسَنٌ
١٣١٠

مُؤَلَّفٌ

مَوْلَانَا مُحَمَّدٌ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ

مَطْبُوعَةٌ مَطْبَعِ فَيْضِ الْكَرِيمِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم
مفتی محمد کمالی
۲۰ تا ۳۰ شعبان ۱۴۱۰ھ

اک عرصہ سے یہ بات ہے مشہور
کہ میں اہل اسلام کیون میں
گٹھا فقر کی اینٹ چھانی ہے کیون
زمانہ میں جو بڑھ کے بدنام ہیں
ملا مت کرو منوں گریں۔ تو یہ
یہ طرہ ہے۔ گرچہ میں کوتاہ دست
نہیں ہوں سے واقف۔ کہ میں یہ خبر
عجب طرح کا مچ رہا ہے اندھیر
طیب کا دشمن۔ دوا ان کو رہے
جو شتی سنبھالو۔ تو مارین او سے

جراہین اردو کے ہے یہ خبر
بیشمال کے ادبار سے منفعل
فلاکت کی اینٹ چھانی ہے کیون
یہی غاصک اہل اسلام ہیں
جہاں دیکھو۔ وریوز گریں۔ تو یہ
مگر پھر بھی ہر رنگ میں فاقہ ست
نصیحت ہے۔ ناصح ہے۔ کو سون حذر
غضب کا تاشا نصیبوں کا پھر
محبت عداوت۔ تو محبت ہے قہر
وہابی جو انکو۔ پکارین او سے

لگا دے جو رہ پر۔ وہ گمراہ ہے
 جو بیو نکو انکے چپا دے۔ وہ یار
 گرے جو انکو۔ چڑھائیں او سے
 جو ہو کوئی گندم نا جو فروش
 جوان مویان جو سکھائے وہ زن
 جو بد بختیوں سے نکالے وہ شوم
 سچا ہے جو انکو کوئی خار راہ
 وہ جاسوس ہے جو کہ لائے پیام
 نرالا ہوا فطار کا نام صوم
 خزان پاک طرح نام ہبیار
 کہاں وہ مہم مصیبت فزا
 کہاں نراغ تیرہ درون روسیہ
 کہاں پیکر مرد اور مرد عین
 کہاں روح پاک جلیل و لطیف
 سما ہی سمک۔ اور فلک ہے زمین
 لٹا یا خزانہ بنے اہل مال و ثروت
 گلستان راحت کے کھائے جو داغ
 گل تازہ مقصود و مرجھا گیا
 صدائے پتے سے آتی رہی

جو ہر چور۔ انکا وہی شاہ ہے
 مخالف ہو۔ کھولے جو اصلح کار
 انہیں جو کہ چھینکے۔ اوٹھائیں او سے
 دل و جان سے ہوں او کو حلقہ بگوش
 حفاظت جو انکی کرے۔ راہزن
 چکوٹی کا حاکم جہول و ظلم
 وہی تو کہن کتاب ہے بے اشتباہ
 وہ مفسد بنے۔ صلح کالے جو نام
 کہاں مشکِ عنبر۔ کہاں بھل و ثوم
 کہاں نرم اعدا کہاں کوئے یار
 کہاں لطف انداز باد صبا
 کہاں وہ ہما جلوہ غر و حباہ
 کہاں عین زورج اور کہاں فرودین
 کہاں جسم خاکِ ثقیل و کشیف
 اس اندھی سمجھ پر ہزار آفرین
 مٹائی جو دولت تو دل سے نہال
 خزان کر زمانہ میں مہین باغ باغ
 نہ بوجھو زرا۔ کیا ریا کیا گیا
 کہ مطلب کی۔ ہاتھوں سے جاتی رہی

نہ ماین نہ مانا کسی کا کہا تو
 بھنورین ہی ہوتی ہے بچنے کی آس
 نہیں بنتی جب جان پر آہنی
 مقرر ہے بیماریوں کا علاج
 تو بے شبہ بیشک یہی رویداو
 کہ یہ قوم پستی پسند و حنیض
 دکھی تلخ - مسکھین جو میٹھا لگے
 کہو لا کھو اس سے یہ شیریں ہے خیر
 دلائل حلاوت کے بھی یک قلم
 زیادہ جو چھڑو - تو خر جائے گا
 قسم اور شہادت ہے بیکار آدم
 نہ سمجھو وہ سچ اور نہ لائے یقین
 مگر مان یہ آزار چھپ جائے گا
 وہ اور اک جو اس میں موجود تھے
 غلامین اس کے ولایت جو تھی
 حمد کی جو ترکیب میں تھا کمال
 اب آج انکا کام میں بالیقین
 تو سنلو ذرا اب سمجھہ سوچ کر
 وہ کیا مرض ہے ہلا در ہلا

دُبویا دُبویا - رہا اور سہا
 جو دُبویا - تو کس کام عقل و حواس
 کہ ہے جان دہی - شرہ جان کنی
 و دامت کی تو نہ کل ہے نہ آج
 بتاتی ہے کھو بہ صدا عطا د
 ہے اسوقت میں فی الشانہ مرعیض
 زبان پر جو آئے وہ کڑوا لگے
 کر گمانہ باور ادا سے وہ عزیز
 بنیں اس کے حق میں سدا ہر دم
 مزاج کا چکھا دہی گاے گا
 بالآخر ہوا تنگ پیکار اسے
 تو سمجھو - سمجھنے کا ہرگز نہیں
 تو اس جھل پر اپنے چپکا گا
 کھلین اسکے رستے جو سدور تھے
 جو فطرت میں تھی اس کے صنعت ہی
 وہ اس الضاعت وہی اصل مال
 مگر اس سے پہلے - تو ہرگز نہیں
 کیا جس نے اس قلم کو کور و کر
 تو لائے ترک طریق ہدا

کہ جسم تک اس قوم میں ہی یہ لے
 چرخ ان کا تیل ان کا گہراں کا تھا
 تن آسانیاں کا لے کوں تھیں دور
 انھیں کا وطن تھا انھیں کا سفر
 انھیں کی تجارت ہی اطراف میں
 وہ اپکا کہ دشمن نہ دم مارتے
 ملنساریوں نے یہ باندی تھی پاک
 گئے جسکے گہر دلمین گہر کر لیا
 وہ نرمی کہ تجھ کو پھلا دیا
 وہ سمیت کہ لاش کر کے کر گئے
 وہ آہنگ تھا جو کہا کر لیا
 انھیں کا ناخوان تھا ہر خشک و تر
 بنے بھائی چارہ سے سبائی بھا
 وہ جڑبڑ مفرے بغیر پھیر
 وہ اک معنی سو لفظ جس پر نثار
 جچی اور تلی۔ صاف وہ بول چال
 مطالب نگاری کا وہ سادہ پن
 یہ تیغ زبان کا تھا جو ہر اثر
 جواک خوش تو کُنا ہنسی اور خوشی

تھا محتاج ہی انکا کاؤس و سکے
 زمین انکی دیوار و در انکا تھا
 انھیں کے تھا ہمدردیوں کا صدور
 انھیں کے مالک میں تھی کرو فر
 غرض یہ کہ پورے تھی اوصاف میں
 سکنت وہ کہ جو چھڑتے مارتے
 یہ آؤ بھگت انکی تھی یہ تپاک
 اوٹھایا جو پیمانہ۔ بھر کر لیا
 وہ گرمی کہ ٹھنڈوں کو گرم دیا
 غمیت سے مراد دوسے کر گئے
 مرادوں پہ پرور دل بھر لیا
 عرب انہ تازان عجم مفتخر
 جہاننگ بھانے کی حد تھی بھائی
 وہ دلچسپ جملے کہ موتی کے ڈھیر
 وہ اک لفظ سو معنیوں کی بہار
 وہ پرزور تقریر۔ سحر حلال
 تھو حیرت زدہ جس سے اور اہل فن
 کہ چلتے ہی دنیا ادھر کی اودھر
 جواک غمزدہ سبکو افسردگی

طلب کا تھا ہر دم قدم ہیشتر
چڑھے جتنے جانا کہ چڑھنا ہے اور
مک و دو سے اپنی نہ ہرگز کے
رہے اپنی ہن مین روان صبح و شام
نہ تھا جہین کچھ باپ بیٹے کا پاس
نہ مکر و تلوک نہ کچھ پیچ داؤ
کہ تھو ایک - حاکم سے محکوم تک
کھری کھ سنا نے مین پکے جبری
اور اپنی پر اسے کا اخفاے راز
تھا مگر ہم اہل کرامت کا حکم
ہر اک بات مین عبرت و اعتبار
خودشی و خود آرائی و خود سری
کہ تم سب کے سب در حقیقت ہو ایک
لگی ایک سے ایک نے بشیر و کم
کہ ہر ایک ہے دوسرے مین بیان
ضمیمہ تھا یہ جزئیہ کل کے ساتھ
تورستی سے اٹکا و کا ہو لگاؤ
رسن اور بندش ہے تدبیر در
وہی ہر وہی - اشتہار ہوار

ترقی تھی اس طرح پیش نظر
بڑے جتنے - سمجھو کہ بڑھنا ہے اور
جہاں کام کی پائی - فوراً جھکے
سمجھتے تھے بیکار رہنا حرام
عدا کا اونکے یہ کیجے قیاس
خوشامد نہ کچھ مدح و ذم کا لگاؤ
سیاست کے ابراہین و ہود و نوح
لگاؤ بناوٹ سے بالکل بری
ہدایت مین تھا چھوٹ سی حراز
ہدایت مین تھا استقامت کا کم
ہدایت مین تھا حکم شیر و یار
ہوئی تمنع خوشتن پروری
ہدایت مین آئی تھی نال نیک
عمارت کی اینٹیں ہون جیسے بہم
ہدایت مین تھا تم ہو آئینہ سان
تلاش سبب بھی تو کل کے ساتھ
اگر فی النثل اونٹ کو چوڑ جاؤ
مگر اس کے معنی سمجھ مین نہ آئے
تھلن کا ذی پایہ سرمایہ دار

۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

ہے اس میں انوکھا شیب و فراز
وہ پہلو سے تسخیر و اندازِ رم
یہ سچ ہے جو ہوا شتر بے مہار
چہ جائیکہ اعلیٰ و اوسط کا نام
ہدایت میں تھا فرقہ فرقتہ کا مرد
اگرچہ تھا وابستہ یہ دین سے
بتاؤ تو کتنے سفر طے کئے
کیا قوم سے کیا سلوک آن کر
گئے کس لئے اور کیا کر کے لائے
ہدایت نے اسراف کی روک تھام
فقط ایک ارشاد لائے سر فو
کسی امر کی تم نے تکمیل کی تو
کہ افراد اسراف سے ایک دو
خطا کی خطا۔ جان من جان من
وہ اک مال پر منحصر کچھ نہیں
مکان اور سامان اور مال و زر
ہر اک شے میں ہوتا ہی اسکا ظہور
کلام الملوک ملوک الکلام
تو وہ منبع حکمت جزو کل و

حقیقت کا پردہ بنا ہے مجاز
وہ سچ و سچ وہ انداز وہ نوک و خم
خزان اوسکے حق میں ہر عین بہار
نہیں انہیں ادنیٰ خرد لا کلام
تفقتہ کی خاطر رہے کوچہ گرد
اس عالم کے انداز و آئین سے
اس ارشاد سے کتنے حصے لئے
سو جہاں اُنھیں آپ کیا جان کر
اصول اپنی سیکھے۔ اُنھیں کیا سکھا
سو جہاں تہی تھو تبا کی دھام
دو صد چاک دیر نیہ کا تھا رفو
یہ فرمان تھا اور یہ تعمیل کی
بتائے گئے اور جو ہو سو ہو
سمجھتے۔ کل افراد کو من و عن
کہ تھا عام لفظ منین المسرفین
تن و جان پہر وقت بھی جاہک
رہے سب جگہ اس سے انسان
ہے اک قول مشہور بنی الانام
وہ ستر تاج کل انبیاء و رسل

۷۰
نور اللغات
کاملاً مفید و دلچسپ
۱۰۰

۳۳
 لسان احیاء
 ابیہ الدین
 المومنین

وہ انسان کامل و عین کمال
 وہ کم ایک سے اور سب سے سوا
 جو فرم گئے ہیں اصول و حکم
 نہیں اس سما کی اصلاً خبر
 مدارج ہیں اسکے عجیب و غریب
 نہایت نفیس اور ستھری غذا
 برسی خوبونکی یہ ہے سہین بات
 وہ سمجھیں جو اوہام سے پاک ہیں
 ہدایت میں صاف آچکا ہے کلام
 لسان ہدایت میں راہ وہ ہے
 نہ کھانے پکانے سے او سکوغرض
 نہ اپنی رائے کا او سکوغیال
 بزرگوں کی خدمت نہیں او سکے سر
 نہ حق براور نہ کچھ حق زوج
 کہنے کہلا یا تو یا حق کیا
 جو نذرانے آتے گئے رکھ لئے
 جہین چوڑے مدت سیر ہوئی رہا
 سوانام تزویج سے احتراز
 قوے کو نکلتا کیا دل کو پست

وہ مخلوق ممتاز بین الرجال
 علیہ الصلوٰۃ بانواعہا
 اسے چاہئے عوز و فکر اتم
 ہو او وہ کیونکر پشیدہ تر
 جسے کچھ سمجھتے ہیں دانا طبیب
 غذا کی غذا اور دوا کی دوا
 کہ ہیں اس سے جلوہ نما چند ذات
 یہی معنی حسن ادراک ہیں
 کہ رہبانیت سے نہیں تمکو کام
 کہ قطع علاقہ کی ہو او سمین لئے
 نہ ہو آنے جانے سے او سکوغرض
 وہ تنہا رہے در بیان جبال
 نہ تشویش دختر نہ رنج لپس
 وہ اور مرگ چہالہ اور جی کی موج
 مگر خود نہ اندیشہ مطلق کیا
 اکیلے اڑا کر مزے چکھ لئے
 کہ ہیں لو لگاے ہیں آسن جابے
 کسی کی تمنائے عرس نیاز
 نہ اندیشہ نیست فکر بہت

نہ خدام کا حق نہ حق جوار
 خوشی زلیست کی ہے نہ مرگم
 بظاہر کسی شے کے جو یا نہیں
 یہ رہبانیت کے رہے طنطنے
 سنو اے مجھان قومی رفاه
 کہ یہ دہنگ یہ طرز جاز نہیں
 پھر عقل رسا کا یہ ہے مقتضا
 یہ نا پریش کا ہوا س میں وہم
 ہزاروں عبادت ہو میں بر طرف
 زرا ایک ساعت کی غنوارگی
 اسی طور سے سیکڑوں نیک کام
 ہزاروں میں یاں فائدے اشکار
 ہدایت نے اس پیش بند کی کیا
 کہ یہ راستہ ہی نہیں کام کا
 بنایا گیا آدمی کس لئے ڈر
 رہے سب میں پھر سب سی ہو کر جدا
 رہا یہ کہ خالی دکھاوے کی بات
 لسانی دعاوی کے طرز و سخن
 نہ اسکی حقیقت نہ اسکا مفاد
 کوئی کام کا آج تک ہے نہ ہو

نہ کچھ ملنے جلنے کے بین کاروبار
 نہ کچھ آگے پیچھے کا درد و الم
 میں دنیا میں ایسے کہ گویا نہیں
 یہ خاکہ ہے آنکھ جوار میں بنے
 ہدایت عموماً ہے اسپر گواہ
 مخالف ہے یہ دین کے بائقین
 کہ یہ زندگانی ہے بس بارو
 مگر کوئی شے بھی ہے ادراک و فہم
 افادہ کا شیوہ ہو واجب تلف
 برس بھر کی ہے بندگی سے ترقی
 میں جلوت میں خلوت سنی پر ہر دم
 نہ کچھ انکی گنتی نہ حدود شمار
 بتایا کہ اس کو لگاؤ نہ ہاتھ
 یہاں ٹھاٹھ ہے نام ہی نام کا
 سنو پھر سنو اس لئے اس لئے
 کہے رات دن دل سے یاد خدا
 زبانی گھڑت ہے اثریہ ثبات
 لگاؤٹ بناوٹ کی وہ انجمن
 فقط لفظ کے اتفاق اتحاد
 پھر اب جو مصیبت پڑے وہ ہو

خمار آخر اُترا تو کس کام کا
 تاسف کی جا ہے مقام عجب
 بھاکش اگر ننتے آرام تھا
 زمانہ کا جو ڈھنگ ہے اختیار
 ہے جس رخ کا چلنا طریقِ فہاہ
 بُری ضرر ہے بے فائدہ رد و کہ
 نہ اختیار پر ہو نگاہ سوال
 یہ خواری یہ دولت یہ بیحارگی
 یہ کیا تنگے تنگے پہ غیر فسی مانگ
 جو ہو تم سے پوچھی اور اگر غنی
 تم اس سے کہو لقمہ لقمہ پہ آہ
 یہ پیوند پائنا نہ تاکہ نہ سوئی با
 اگر ہے یہ دعوے یہ باطل خیال
 مذہب دین ہیں رات دن مشغول
 تو یہ سر سے پانک ہی سووائے خام
 کہ بے شبہ بے شک مراعِل
 نصیبوں کی سلامت سے تم میں نہیں
 کلامِ خدا سے نہ کچھ بیہرہ ور
 مذاقِ کمالِ بیانِ عرب
 مجاز و حقیقت کے اسلوبِ نیک

کیا وقت ٹھہرا تھا جس کام کا
 کہ راحت طلب بن گئے کینچنِ تعب
 تھا ان کانٹوں کانٹوں گلِ مدعا
 تمہارے خلافِ طریقِ دشعاً
 اُسی سے تمہیں چڑخدا کی پناہ
 کرو اپنے ہاتھوں تم اپنی مدد
 ہوا ہو غم و رنج و فکر و ملال
 یہ سبکی یہ خفت یہ آوارگی
 انوکھا تماشا عجائبِ سوانگ
 گئیانی گنی سیٹھ و اما دہنی
 کوئی بوند پانی کی اسے مردِ راہ
 اسے کہتے کیا ہیں کہو اُن ہوئی
 کہ ہے ہم کو اسلام میں اشتعال
 کہاں لگ سکے دین و دنیا میں دل
 نہیں تم میں اسلام و ایمان کا نام
 فقط علم پر ہے سو وہ آج کل
 نہ توفیق مذہب نہ تحقیق دین
 نہ تفسیر و تاویل پر ہے نظر
 تمہیں کلامِ کسانِ عرب
 تمہیں کچھ نہیں آتا زمین سے ایک

احادیث کی جانچ اور جان میں
 نہ توفیق و تطبیق کی کچھ خبر
 نہیں کچھ احادیث ہی تم کو یاد
 یہ منسوخ و ناسخ ہیں کیونکر کہو
 فقہت نے جو تم پر احسان کے
 تلاش امور اس طرح کی گئی
 وہ تعین مشرب کی توثیق کی
 مسائل میں از روئے اہل اساس
 کلام خدا و رسول انا م و
 یہ کام انکا تھا جو کہ تھے مجتہد
 وہ عالی مناقب و عالی مقام
 سند جنکے اطوار و قول و عمل
 وہ مہبت کے پورے دلوں کو جری
 نگہدار عہد و امانت کے تھے
 وہ تھے پاک دین پاک جان پاک دل
 زکی و تقی و نقی جر و بار
 وہ زاہد تھے پھر بھی معیشت درست
 وقار اور تمکین میں نامدار
 وہ تھے صادق الوجد و شوخی خیاں
 روایا یہ تھے اہل آفاق سے

نہیں تم کو جو چاہئے بالیقین
 نہ واقف کہ کیا ہے خبر اور اثر
 نہ اعداد سے انکے ہو یا مراد
 تناسب ہر اک آیت آیت میں دو
 کہو تم نے کیا کام اُس سے لئے
 ہر اک بال کی کہاں پہنچی گئی
 وہ تفریق تقلید و توفیق کی
 کیا بر محل اجتہاد و قیاس
 انہیں دو سے انہیں کیا اہتمام
 دیانت میں ایک ایک سوتل
 وہ امت کے حامی امام الامام
 فراست کیا ست میں ضرب المثل
 ریا اور نفسانیت سے بری
 مجسم فطانت ذہانت کے تھے
 بلند حوصلہ مستعد مستقل
 حقی و حسی و قوی پختہ کار
 وہ عابد تھے پر امر دنیا میں جیت
 حیا و مروت میں فخر دیا رہا
 وہ جبریتہ تقریر شیریں مقال
 بنے دل نشین حسن اخلاق سے

ملا انکو یہ پائیہ برتری
 پھر اُس پر بھی مخصوص اہل کمال
 یہ دہند اچلا یہ شاغل رہے
 ذرا ہوش میں آو اسے مرو کار
 اسی سے ملا وہ قبول انام
 نہ دم بھر کیا زندگی کو تلف
 اسی قدر کافی ہے اکتفا
 عزیز یہ جو کچھ کہانی سنی
 مگر شرط ہے داستان جب سے
 سنے اور مطلب کی کر دیکھ یہاں
 نہ ہو جبکہ طینت میں اخذ و قبول
 اتنی ہمیں اتنی توفیق دے
 کہی تو ہوں سوتے ہوئے ہوشیار
 کرین کام ایسے جو کرنے کے ہیں
 یہ سے کم سے کم ایک امر ضرور
 تلافی کوئی اسکی ممکن بھی ہے
 گئی گزرے مافات کا ذکر کیا
 غرض کچھ نہ کرنے سے کرنا بہلا
 اگر اسکو سمجھے تو بیڑا ہے پار
 رنگی یہی سچ یہ ہٹ اور کار

فضائل سے موصوفہ مسمی بری
 تجارت وغیرہ سے رہتی نہال
 اگر یاد میں حق کی شاغل رہے
 یہی خوبیاں انکی بہن یا دگار
 کہ نام آوروں میں رہا انکا نام
 یہ ہے وجہ تابدید عز و شرف
 کیا اپنے وعدہ کو ہم نے وفا
 سنی اور ہماری زیبانی سنی
 از آغاز تا انتہا سب سنے
 نکالے کوئی بات تب ہے کمال
 تو ہے صرف اوقات مطلق فضول
 کہلے آنکھ وہ چشم تحقیق دے
 عداوت سے اپنے تہمتیں بنکے یار
 سنواریں اسے جو سنوریکے ہیں
 سمجھ لیں کہ ہم میں ہیں کیا تصور
 سوال آج کے کل کوئی دن بھی ہے
 کہو آج کی چاہیے منکر کیا
 جو کچھ بھی نہواس سے مرنا بہلا
 پھر آگے چلو یا تمہو اختیار
 تو ہے سب کجست اور پرہت ایک بڑ

طبیعت کو اخلاق سی ہونہ میل
 سکھاتے ہیں تلو کو کچھ ہوشمند
 غرض ہے یہی اس بے شبہ و شک
 کہ بچتے بچلتے نہ گل ہو یہ شمع
 ہمیشہ اسی سے نکلتے ہیں کام
 اٹھالے اگر شعر واحد شعیب
 یہ سچ ہے کہ عادت پہلی اور بری
 مگر ترک عادت کا اے ہم نشین
 رہے خام طبع ہمت نگین -
 سنا ہے کہ سلطان عالی وقار
 خلیفہ وہ بغداد کا نامور تر
 سخی و جبری نیک دل نیک بخت
 وہ مہدی کا فرزند ہارون رشید
 زبان کو تھا چسکا کہ بچن کا شوق
 ہوا بدربج یہ مبارک ہلال
 طلیان دربار عیسے نفس
 انہوں نے بہت خاک چھانی مگر
 دوا سے بہت کی دوا و دوش
 خدا جس تک ایک دن رسائی ہوئی
 بتاؤں وہ کیسا تھا چوکھا علاج

چٹین تے جب تک سیوہ کہیل
 سناتے ہیں ہر دم جو اندرز و پند
 ملے تم کو اک قوت مشترک
 چلی جائے تفریق حاصل ہو جمع
 اسی گڑے چلنے کے چلتے ہیں کام
 تو ہو چند سے سہل چل بعیر
 طبیعت ہی بن جاتی ہے دوسری
 یہ کہنے کہا ہے کہ ممکن نہیں -
 اگر یہ نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں
 وہ عباسیوں کا بڑا تاجدار
 ہنر پرور و قدردان ہنر -
 بلند حوصلہ صاحب بخت و بخت
 عدالت منش ذی فتوت سعید
 کہ مٹی کے کہا نیسے رکھتا تھا ذوق
 تو دہبہ دیکھا نہ اعستلال
 خذاقت میں رکھتے تھے جو دھڑل
 نہ اس دکھ کا نکلا کوئی چارہ گر -
 شب و روز کرتے تھے چھوچھلش
 دوا کی اسی کی بتائی ہوئی
 مجرب نرالا نوکھا علاج

یہی تھا کہ اے نامور حکمران -
 کہان کی دوا اور کیا دی گئی -
 یہ تقریر جنگی تھی اکسیر کی
 نہ گزرے تھے کچھ دن کہ صحت ہوئی
 اس طرح تم بھی عزیزانِ قوم
 طبیعت کی غفلت کا کر لو علاج
 مگر سخت وقت یہ درمیش ہے
 حقیقت میں ہے رشتی کا اصول
 ہمارے گنوں کو جو ہم سے ہے
 ہمارا یہ حق ہے ادب سے سنیں
 ہم اپنی بُرائی سے تپے بے شعور
 وہ محسن ہے جس نے یہ احسان کیا
 عوض اس پہلانی کا احسان کا
 پھر اس پر یہ کہنا کہ تقدیر ہے
 یہ دیوانہ پن سے خطا در خطا
 کہ تقدیر ہے نام حکمِ صمد
 کہتا ہے جو کہ انساں کا حساب
 خداوتِ محبت تحملِ غضب
 دل آزاری و شفقت و درگیری
 عمل اور اصلاح و تدبیر کار

کہان ہے وہ غمِ سلطانِ کہان
 یہی تھی کہ دل میں پلا دی گئی
 کہ بس ایک پر ایک تاثیر کی
 وہ لبت چھٹ گئی اور سرت ہوئی
 بنو یکدگر مل کے بس جانِ قوم
 رہی اور سی جس سے رہ جانی لاج
 نصیحت سے ہر اک دلش ہے
 وہ اتنی مڑھ دیت رسول -
 محبت سے لطف و کرم سے ہے
 ستین اور حسن طلب سے ستین -
 نظر میں تھا کیسا جواب و قصور
 عیدان ہم پہ ایک ستر پہنان کیا -
 بہلایا - براہو اس اوسان کا
 کرین کیا کہ قسمت کی تحریر ہے
 ہے بدتر سے بدتر جو ایسا کیا -
 نہیں جسمیں گنجائشِ رز و کد
 بھلائی بخو آئی خطا و صواب
 دلیری جہانتِ رزالت ادب
 ست گاری و مہلت پروری
 یہ سب کیا ہے تقدیر پروردگار

نہ کرنا تو کرنے میں اپنے کمی
 پھر اس پر جو ہاتھ آئے شا کر رہو
 جو بے دست پا ہو تو روزی سنا
 کہ وہ چلتے پھرنے سے معذور ہے
 مگر جو توانا ہے اور تندرست
 ہے لازم اُسے فکر سیاب کار
 سلائے اگر کم تے خود ہاتھ پاؤں
 انہیں کیا سلا یا کہ تم سو گئے
 وہ خلق حسن سید الخلق کا
 بہت سی حدیثوں میں جکولے
 یہی ہے ہدائی یہی نصت دین
 عطاے الہی میں بہتر جو ہے
 بنا کے رفیع سعادت ہے یہ
 وہی ہے حبیب خدا کا حبیب
 یہ ہے مقتدا اسکا دشمن کو بھی
 سخن فہم آئین صبیح و مسا
 اثر ہے یہ بے لاگ اس چوٹ کا
 تمدن کا کا شانہ اس سے سجا
 کیا اس نے ہر بہت کو سر بلند
 ہندو کے زمانے سے گرو تے ہوئے

یہی آدمیت ہی اے آدمی
 غرض کوئی دہندائے گہر رہو
 اُسے رزق دے بے سبب یگان
 سبب سی وہ اُس سے سبب و رہے
 بنے خود بخود کیون مجبور ست
 سنورنے کا اسپر ہے دار و مدار
 تو سوتے پھوٹتے چلتے ہیں اذان
 زمانہ سے گزرے بڑے ہو گئے
 جو عالم کے تھے ملجا و مشکا
 کئی طرح ارشاد فرما دئے
 بشر اس سے ہو بہتر بہترین
 یہی ایک شے ہے یہی ایک شے
 یہی اصل رافت ہے راحت یہی
 جسے ہو یہ محبوب عادت نصیب
 نہ بدگوئی کی دی اجازت کبھی
 ہیں پابند احسن اے من آسا
 کہ مات اس سے ہو سحر اور ٹولکا
 اسی سے ترقی کا ذہن کا بجا
 تو انا بتائے بہت مستمند
 جگائے بہت دن کے سوتے ہوئے

ولیمہ عقیقہ نصفہ رہا نہ
 اسے چھوڑ کر خوب پایا ہے پہل
 رکھا کینہ کینہ نے مرسوم یہ
 نہیں کوئی بھی ایسی شادی غمی
 وہ شب گشت مہدی سا حق برآ
 وہ دولہ کی استغفر اللہ گت
 ادھر سالہ سالی کی وہ چٹیر جھاڑ
 نکمی وہ جلوہ کی خوش فعلیان
 کوئی اجنبی ملک کا ہم نشین
 اسے دیکھتے ہی کہے واہ وا
 وہ مردہ کا بیجا ہے اور میسوان
 جینے جینے کی ہر نیک رسم
 غرض جملہ تقریب میں لازمی
 نہیں کوئی اس سے کہی مطمئن
 طابق بدے پر جو چلتے کہی
 جہاں توڑا کر حشر برپا کیا
 ہیئت کی تم پر یہ تاکید تھی
 سرا سیمہ تم تفرقہ سے نہو
 نہیں تو تمہاری یہ شوکت یہ شان
 یہ تحریص جمع و جماعت فرض

زکوٰۃ اور فدیہ نہ فطرہ رہا
 عوض اس کا یا اس کا نعم البدل
 عمل بے مفاد اور مذموم یہ
 ہوا سراف کی جسکی اندر کمی
 وہ چوتھی کی اور چلے کی واپسیت
 دلہن میں خرافات کی وہ کہیت
 وہ ہر لحظہ دولہ پرانگی لٹاؤ
 منافع سے خالی سراسر زیان
 تماشا ہی سمجھے اسے یا یقین
 عجب روپ بدلا خدا کی پناہ
 زیارت ہی دسوان ہی چالکیوں
 کہ سمجھی گئی فرض ہر ایک رسم
 یہ ہین ریت اسمین کہ توبہ پہلی
 ترقی یہ ہین بلکہ ہر رات دن
 توبے و توبہ نہ ہرگز پہلے کہی
 قیامت کی چالین چلے کیا کیا
 یہ تہنید بس قابل دید تھی
 بے سے الگ جو کہ کچھ مت کہو
 نہ باقی رہے گی کہی ایک آن
 یہ ترغیب حسن مراعات فرض

وہ حج اور عمرہ میں اجماع عام
نماز جنازہ کہ جمعہ کہ عید
ذرائع کہہ لو تو دیکھ جائے گا
کہ مشتاق ہے اس حکم کا اتفاق
رہو کام میں اپنے تم کامیاب
جو محکوم بھی ہو تو اعزاز ہو -
مقید بھی ہو اور آزاد بھی -
تخالف کے منہ پر ہون پر طعن
تہمین یا سمجھیں تمہارے عدو
سلف کے تاثر خلف کے نظیر
ملے تم سے جو۔ دل سے محفوظ ہو
چھٹے تم سے رسوم کی قید گران
وہ ہو ضبط تشویش بہتکے نیا
سدا دم پہ دم پہ پے پے متصل
شکایت نہ باقی ہو افلاس کی
ملین قافلون سے وہ چھوٹے ہو
تہکے ہارے وانا نہ سناچین
نہ پھر راستہ بھولے چو کے کوئی
کڑی سے کڑی بھی جو منزل پڑے
ضروری ہے جو وہ جیتا اب بھی ہو

وہ ایک وقت ایک طور کا اژدہا
وہ ترک جماعت پہ وعدہ و وعید
بچشم بصیرت نظر آئے گا
ہے تم میں سرگز نہ کچھ افراتق
مبارک ہو ہر جا ذہاب وایاب
جو حاکم ہو قابل ناز ہو -
قبائل کے غمخوار بھی شاد بھی
توافق کے آثار ہوں ہر طرف
یہ ہوشوکت و عزت و آبرو
بنو موہو سر بسر دلپسندیر
تفکر تشقت سے محفوظ ہو
ملے تمغہ برکت جاودان
طبیعت کبھی ہو نہ دم بھرا و داس
ہو جام مے عیش سے شاد دل
حکایت چھڑے پھر نہ سفاک کی
جو تھے ایک مدت کے ہوئے ہوئے
ہنسے کارروان جبکہ سب آچکین
بہٹنے کے نام اب نہ تھو کے کوئی
ہر اک کاٹنے کو آسے پل پڑے
وہی دور دورا جو تھا اب بھی ہو۔

ہدایت میں ہے صاف سچی خبر
 نیا کوئی سکھ تو ڈھلتا نہیں -
 یہی لوگ جب تک کہ آپ اپنی ہاتھ
 قنابت ہو اس سے شکستہ رہے
 یہ طاقت ہمیں حق سے بخشی گئی
 نگہداشت جیتک کہ اسکی رہے
 رہے پرہیز بہت آبدار
 زمان معین پر دیجائے کوک
 ہر ایک پرہیز چلتا رہے اپنی چال
 جو ہو فی المش کوئی پرہیز خراب
 اگر بال بھر کوئی جھک جائیگا
 رہے رکھتے والے کی جڑ دیکھ لیا
 تو اے قوم اے وقت کی قدر
 ہے گہریاں تیری بھی فرد فرد
 ہوا میں زمانہ کی میں گرم سرد
 لوہن کی لپٹ ہے کہیں تیز تر
 کہیں آگہ بیان گاہ آتش زنی
 کہیں چھاؤں ہے اور کہیں ہو پھر
 کہیں ہے خزان اور کہیں ہی ہوا
 بیابان بیٹھا وہ اٹھا گیا

سناتے گئے حیکو پیغام
 خدا کوئی حالت بدلتا نہیں
 نہ دین گڑھی حالت کا یوقت ساتھ
 چھڑا سکتے ہیں آپ ہم اپنی عیب
 یہ گھڑیاں چلتی ہوئی دی گئی
 ہر اک چیز صاف اور ستھری رہی
 نہ میل اسکو پہنچے نہ گرد و غبار -
 گہڑے کو ہرگز نہ آئین شکوک
 کہہ ہی ہونہ خیال سے دل نہ ہال
 تو ہوں چال میں اس کے سوا نظر
 تو رفتار سے اپنی رک جائیگا
 تو گہڑیاں گہڑے بھلا کیا مجال
 یہی اپنی حالت سمجھ بے گمان
 بنے کیل کا نٹا - ہو عورت کہ مرد
 کسی لحظہ راحت کسی وقت درد
 ہے بھونچال کہ وحشت انگیز تر
 کہیں نالہ باری کی صیدا فگتی
 اندھیر کہیں چاندنی روپ ہے
 اسے لیل کہتے ہیں اسکو نہار
 وہ دل چل پڑی تھی کہ مینہ آگیا

کسی نے لیا اور کسی نے دیا
 اِدھر سوکھے وہاں نہیں پانی عیاں
 جہاں تک نظر اپنی کرتی ہے کام
 اُٹھی خاک وہ دم کی دم میں ہیں
 عجب وضع کا ہے یہ کایا پلٹ
 کوئی پھول پھل ہی نہ کچھ بالیاں
 چمن اور زراعت ہوئی بے نشاں
 بد بھی تفسیر کا المختصر ہو
 چلو مل گئے سب یوں بدیر وراگے
 ہے جس کام کا جو وہ کرتا رہے
 ہر اک کیل کانٹے سے اپنی دت
 تغافل سے ہونا کو بھی نہ لاگ
 نہ ایشیہ کوئی سیل کہاٹے ہوئے
 تو ایسی مین پڑتی ہے اتنی امید
 ہے سجدہ وہ خالی سر افکندگی
 فضول اور بیکار ہے وہ رکوع
 سلام اُس دعا کو جو منہ تک رہے
 عبادت وہ کیونکر اکارت نہو
 و طہین ہاتھ منہ پاؤں ہوسر
 یہ کیا ہے خالی رکوع و سجود

یہ اسکا عمل ہے وہ اُس نے کیا
 بھرے ندی نالے جہاں کتھان
 ہے قرش نہ مرد زمین لا کلام
 کہیں بوند پانی کی ملتی نہیں
 پڑے ہیں ہی کہیت سب پٹ کوٹ
 نہ غلہ نہ میوہ نہ خوش حالیاں
 نہ دھقان ہے وہ نہ وہ باغبان
 یہ خاک ہے دن رات پیش نظر
 کہ یہ کہتہ گھڑیاں جانے نہ پائے
 جو گڑے وہ فوراً سنو رتا رہے
 رہے اپنی خدمت پہ چالاک محبت
 نہ بھڑکے بہت تیز چلنے کی آگ
 نہ کہا کر موامہ سو جھائے ہوئے
 کہ بدلے محرم کے ہو جائے عید
 نہو جس میں اخلاص کی بندگی
 جھکے دل نہ جب باخشوع خضوع
 مگر صفحہ قلب سے حک رہے
 کہ باطن کی حمین طہارت نہو
 الگ جُست باطن نہو بال بھر
 یہ کیا محجور قیام و قعود

کہ محض اُٹھنے اور بیٹھنے کے سوا
 زبان کا وظیفہ تو ہے لا الہ
 یہ الحمد للہ تو کھلیسا
 تمام عالموں کا تو ہی ایک ہے
 یہ حق ہے وہ رمن ہے اور رحیم
 یہ سچ ہے وہ ہے مالک یوم الدین
 جہان تک بنے ایک جہان کو ستاؤ
 جو ایک تعین کا اقرار ہو
 صراط اُس سے جب ناگہلی مستقیم
 زبانی ہے سب کچھ مگر دل تہی
 فقط نقل ارکان سے فائدہ
 عمل میں سر اس رہی اسکی خد
 بتاؤ ہمیں نعمت ایک کم سی کم
 سدا کرتے رہتے ہونا شکر یان
 نہ کچھ قدر صحت نہ قدر ثبات
 نہت پیٹ گودی اور پل یہ پل
 گہری کہہ چلی تم کہہ رہے رہ گئے
 خدا کے لئے اب تو کچھ کر چلو
 ابھی کچھ دکانیں ہیں آراستہ
 یہ چھٹا سا بانا ہے مغتنم

نہیں اس میں اخلاص کا کچھ پتا
 مگر بندہ نفس میں دل سے آہ
 کوئی حمد کا حق ادا بھی کیا
 مگر تم نے ٹھیرائے کتے ارب
 ہے پر تم میں کس درجہ لطف عظیم
 مگر تم میں انصاف ہے یا نہیں
 جواب اسکا کیا دو گے اُسدن تباؤ
 تو غیر وکی پھر کیوں پرستار ہو
 تو پھر کجرونی سے ہوئے کیوں لئیم
 جو لیلیٰ ندارد تو محمل تہی
 اس اسلام و ایمان سے فائدہ
 ہمیشہ رہی سرکشی کو مسد
 بجالائے تم جبکا شکر اتم
 او دہر سے وہ نعمت یہ حالت ہی
 نہ تو قیر فرصت نہ عز حیات
 تمہارا نہ نکلا کوئی ایک بل
 جہان پر اڑی تھے آڑے رہ گئے
 جو کچھ مال بھرنا ہے وہ بھر چلو
 گھلا ہے تمہارے لئے راستہ
 جو سودا لگے ہاتھ لویش و کم

یہ موجود ہر جنس ہے بے بہا
 جو بن آئے اسکو چکالے چلو
 غنیمت ہے جو ہو سکے مول لو
 اگر اور کچھ دن گذر جائے گا -
 یہ چڑھتی ہوئی دھوپ اترا جائیگی
 اسی چوک میں ہوگی وہ ریل پل
 گزرتی ہو دشوار ہو گا یہ سان
 نصیحت کا پھل گر چہ بد مزہ
 تمہیں جو سکھایا اسی مان کر
 سنبھالو یہ پوچھی سنہلتے چلو
 زرا ہمتوں کو بڑھانے ہوئے
 چلو اور جلدی سے لو گھات کو
 بڑا ہماٹ ہے بحر موج کا
 بلا کا تلام غصب کا بڑا ہاؤ
 یہ ہیں اسکی لہریں یہ جوش خروش
 ہے ہاتھی ڈباؤ وہ پایاب راہ
 اگر نا خدا لے گیا پار ہوؤ
 کتنی کہیں آگے بھڑک جائیں
 تہیں ہو کہ اس پار اپ تک ہو
 کہ ہم سے یہ کس طرح ہو گا عبور

کہ لے دے کے باقی رہا جو رہا
 اٹھے تم سے جتنا اٹھا لے چلو
 ابھی نرخ سدا تا ہر سب تول لو
 تو چوڑکا بازار بھر جائے گا -
 فلاکت جو کرنا ہے کر جائے گی
 بنایا بگڑ جائے گا سب یہ کہیں
 سزارون خریدار ہو گا یہاں
 اثر میں ہے پراوکی بے حد مزہ
 برائی بھلائی کو پہچان کر
 زرا دم نہ لو اور چلتے چلو
 جھپٹ کر قدم کو اٹھائے ہوئے
 پیٹا ہوا ہوئے کہ وہ ہماٹ کو
 یہ کچھ کل کا پانی ہے کچھ آج کا
 ہوا آن کی آن میں یہ چڑھاؤ
 کہ دیکھے سے لوگوں کو اتارنے میں خوش
 جہان ریت اڑتی تھی شام و گیارہ
 کرونگرا سکی کہ شیار ہو -
 یہی لوگ بھر بھر کے ہنچا چکے
 تحیر سے ساحل کو ہونگ رہے
 یہی بدلی ہے تمہارا قصور

یہ کیا بات ہے مرد میدان تو
یہ میں بہتین یہ جو اندریان
یہ ہے مرثیہ قوم اسلام کا
یہ وہ فاتحہ ہے جو سب نے پڑھی
یہی ختم اہل یقین نے پڑھا
یہ پنج آیت اور ون نے الحان سے
یہی تعزیت سب نے کی ہے مگر
مجھے بھی یہ حق ہے جو سمجھوں کہوں
ہے تقویم پارینہ یا نو مگر اثر
کروں مو شگافی مو سے میان
دکھاؤں وہ خال رخ لالہ رنگ
اوسے جو کہ چاہے وہ محبوب ہو
نہو غیر سے ذکر حاجت روا
کرے جو وہ یا کھل بھلائی کرے
شب روزا تھوں پھر خوش رہی
رہے کامران شادمان بے نیا
مگر آنکہ میں کل تحقیق ہو ۔

جو ہو شکل انسان تو انسان بنو
نہ اپنے نہ غیر دیکھی ہمدردیان
کوئی کام نکلتے تو ہے کام کا
بڑے ذی حسب ذی نسب نے پڑھی
یہی قل برزگان دین نے پڑھا
سنائی ہے اک شوکت و شان سے
شریک اسمین ہوں میں بھی ایک نو حکم
سیہ بختی چشم میگوں کہوں
باسلوب تازہ بنوع دیگر ۔
جھٹک لفت دارو کی ہو درمیان
کہ محبوب آئے نظر شمع شنگ
بنے آپ طالب تو مطلوب ہو
وہ ہو آپ ہی اپنا حاجت روا
خود آپ اپنی مشک کشائی کرے
وہ کیا خوش رہے گھر کا گھر خوش رہی
بصد شوکت و صولت عز و ناز
ذرا بڑھتے کہتے کی توفیق ہو

مطلوب کہو اسکو یا مختصر
پسند آئے تمکو تو حسن نظر

آہی تیرا قول لا تقنطوا۔
 نہ ہم میں بصیرت نہ علم و عمل
 تو تنہا تو بے حصہ بے مستعان
 تیرے لطف و احسان میں لا تعد
 تیری نعمتوں کا حساب و شمار
 مصرح ہے ارشاد ام الکتاب
 ذرا بھی نہیں اسمین شک کا گزر
 بتاتے ہیں خود اسکو حالات شکر
 یہ دل اور زبان اور یہ دست و پا
 تو انکی طلاقت یہ طاقت یہ چال
 سرک جائے رگ پاؤں ہو غفل
 ذرا بات کی بات میں یہ زبان
 مگر پارہ قلب پاک بشر
 عجب طرح کا ظرف عالی ہے یہ
 نہ موجود یہ خود کسی جس میں ہے
 کسی طرف میں جو کہ ہرگز نہ آئے
 یہ آنکھیں سماعت سی محبوب ہیں
 نہ کام و زبان کو ملا ذوق شہم
 یہ وصفین ضدین کا پائے تخت
 اسی میں ہے جمع وجود و عدم

ہے مایوس کی آخری جستجو
 اگر ہے تو ہے ایک طول اہل
 زیادہ ہے مان باپ سے مھربان
 نہیں جیسے حاوی رقم اور عدد
 کہاں ہو سکے ہم سے پروردگار
 کہ بندہ کو اسکی نہ طاقت نہ تاب
 نہیں فرق اس بات میں بال بھر
 نہیں غیر حیم اور آلات شکر
 کریں جب کریں شکر نعمت ادا
 سے خود نعمت ایزد و الجلال
 فقط ایک ہوا میں رہیں ہا شمل
 بلا حس و حرکت رہے الا مان
 ہے لاکھوں خیالات کا مستقر
 کہ سب اسمین میں پھر بھی خالی ہے یہ
 ولیکن جزدی جس ہے وہ اسمین
 تو وہ بے تکلف اسی میں سمائے
 یوں ہی دید سے کان و خد و بین
 نہ مینی کو باتوں کا جاہ و شہم
 یہی سب سے نرم و یہی سب سخت
 اسی میں ہے شمع حدوث و قدم

الغیر

یہ عالمین ہے اسمین عالم ہزار
 اسی کا لکھا ہے قلم اور دوات
 اسی کی شہادت ہی اصل اصول
 یہی موردِ وحی والہام ہے
 ہوئی زندگانی اسی کی حیات
 اسی کا ہے مرنا بشر کی فنا
 یہی ہے محبتِ عداوت کا گھر
 یہی خاص کعبہ ہے مقصود کا
 حقیقت بھی اسمین اسی میں مجاز
 اسی کو ملے حظِ وصل حبیب
 اسی کا تو کرتے ہیں دلیر شکار
 یہ ہے علتِ غائی خیر و شر
 یہی ہے جو ہر حال کی لے خبر
 بُرائی کا الزام ہے اسکے سر
 یہ سے منظر ہر جلال و جمال
 صلوٰۃ زکوٰۃ اور حج و صیام
 تذبذب ہو اس میں تو ہر شرِ خراب
 و کہا ہے یہی اسفل السافلین
 اسی سے الم کچھ طرب کچھ ملا
 اسی کے ہے جیلہ سے کبر و ریا

یہ ہے ایک اور مجمعِ صد شکار
 رہے مستمر ناد و ام حیات
 اسی کی ارادت پہ نیکی قبول
 یہی موردِ ظن و اوہام ہے
 یہ زندہ تو زندہ سے کل کائنات
 اسے خستہ کرنا ہے گھر کی فنا
 یہی ہے سعادت شقاوت کا گھر
 محلِ جلوہ پاک معبود کا
 یہی یزیم ناز اور مقامِ نیاز
 یہی دگہ سے دروہجیران نصیب
 وہ نظرنِ اسکے تو ہوتی ہیں پار
 یہ ہاوی انسانِ مفضل بشر
 یہی باخبر ہے یہی بے خبر
 بہلائی کا انعام اسکی تذر
 کمال انتہا کا ہے اسکا کمال
 اسی کی تمکک سے نین لاکلام
 ہے موقوف اس پر عذاب و ثواب
 یہ پہنچائے مافوقِ عرش برین
 یہ کیا نل گیا ہم کو سب کچھ ملا
 وسیلہ سے اسکے ملے کبریا

اسی کی تربیت سے سب کا بناؤ
 رسائی ہے اسکی فلک سے ورا
 یہ خلاق مطلق نواور کا ہے
 یہ کثرت کا سر اور وحدت کا را
 اسی کی وکالت سی فیضانِ وح
 یہ انمول چیز و نکاح گنج ہے
 یہ انشائی پوچھی حکمت کی کان
 الہی عجب اسکی ہے آبرو
 یہ اسرارِ مہین کچھ عجیب و غریب
 کوئی اس پہیلی کو بوجھے تو کیا
 عجب طرزِ مہین اور عجب نگ مہین
 جو افشا کا اسکے طلبگار ہے
 تیری نعمتوں کی یہ نعمت ہے ایک
 اسی طرح یہ پارہ محسوس تر
 ہو اذوقِ اشیا کا جس کے پار
 بیانِ احادیثِ نو و کھن ٹو
 وہ سحرِ آفرینی اہل عرب
 وہ حیرت فرائے خوشانِ بزم
 وہ دم اور دلاسہ کا تسخیرِ عجیب
 وہ بہتانِ کذبِ افراعتساف

اسی کے برگزینے سے ڈول ہے ناؤ
 پہنچ جسکی جن و ملک سے ورا
 یہ موجدِ شہادات قادر کا ہے
 یہ سرِ پایہ غایت امتیاز
 اسی کی دلالت سے عرفانِ وح
 زبانِ خود اسی سے گہرِ سنج ہے
 یہ دمِ حسن کا عشقِ صادق کی جان
 کہ اسمین تری یاد ہے اور تو
 مہینِ ششدر اسی مہینِ فہیم و لیب
 بلا نورِ دراک سوچھے تو کیا
 یہ سب تیری صفت کے زیرِ نگین
 تیرا شرحِ صدر اسکو درکار ہے
 مہین سب اسکے مہنون بدہون کہ نیک
 زبان سے زبانِ نو ہی جو نامور
 مہین اور اسکی باتیں تو سب آشکار
 ظہور اور اظہارِ لطفِ سخن
 وہ شیدا بیانی رنج و طرب
 وہ جہرات وہ سفرِ فرشتانِ بزم
 وہ بیمارِ رُسی کا شفقِ طیب
 خوشامدِ مطلق کہ لاف و کراف

لگائی بھائی فریب و دغل
 یہ اچھی سے اچھی بُری سے بُری
 نہیں یہ فرشتہ نہ اجلیں ہے
 نہیں خود یہ انسان لیکن ضرور
 اسی سے ہے وعدہ اسی سے وعید
 اسی سے ہے ادیان کا امتیاز
 یہی وجہ ہجران و دردِ فراق
 اسی سے ہو غیر و کا صبر و سکون
 اسی سے ہے اظہارِ حکم و سکون
 یہی سب کو بیاری بہت دلپند
 یہی معتبر ہے یہی مستند
 کہیں ہے صنم اور کہیں ہے صمد
 ہے صوت ایک اور ایک اسکی ادا
 باسمِ عرب ہے کہیں سرفراز
 کہیں ترکِ مین ترک تازی مدام
 بہت سے رنگوں میں ہوئی ہوئی
 ہے چلنے میں اسکے مقلد و ضرر
 کسی باطلاقت ہے اسکی مفید
 ملا جسکا لطف اُسکا چسکا ہوا
 دیا تمکو چو حضور کے کبریا

اسی کے تانچ اسی کے مین پہل
 کسی جا ہے مرہم کسی جا چھری
 مگر ہادی درسِ تدریس ہے
 اسی پر ہے انسانیت کا ظہور
 اسی کا محرم اسی کی ہے عید
 یہی دلفریب اور یہی جان گزار
 یہی علتِ لذتِ اشتیاق
 اسی سے عزیز و نکابہ جالے خون
 یہی سب سے رائد یہی سب سے کم
 یہی مستندی ہے مستند
 اسی کا قبول اور اسی کا ہے رد
 یہی سب سے نیک اور یہی بیڑ
 مگر طرزِ تعبیر میں ہے جدا
 کہیں نامِ فارس سے ہی ساز باز
 کہیں ٹھٹھہ اردو میں حالِ کلام
 جو پایا چلن اُس میں خوبی ہوئی
 اسطرح رکنے میں ہیں خیر و شر
 کہیں پر سکوت اسکا فودِ زرد
 جو اسکا ہوا اسکے بس کا ہوا
 سودہ ایک سی ایک بڑ بکریا

یہ سب کچھ ملا ہے طلب و سوال
اسی طرح اب پھر عین توسنہاں
کئے وہ عمل جو نہ کرنے کے ہیں
خودی وہ سمائی گئی تجھ کو بھول
نہ پکڑی رہ راست اصحاب دین
امہ نے اس خیر ادیان کے
محدث جو کچھ کر گئے چھان بین
فہمناں ذمی شان عالی خیال
جو کہتے گئے اولیائے کرام
جو موجود ہے اسکو پھر فنا۔
نہیں قانون کاں اسکی جگہ خیر
ہے تخلیق میں جسکی ماہدین
ہونا چیز قطرہ بہلا جسکی بود
بنے مھر ذرہ سے گو کم بھی ہیں
نحال اے خدا دل سے یہ ادعا
کسی کے بھی قابل نہیں ہم نہیں
تیری قدرت اے قادر لائزال
یہی غیب ہو جائیں خاص حضر
نہ ہرگز ہمارا کیا ہو کو دے
زبان میں اثر دل میں کچھ درد ڈال

فقط دین و تیری اے ذوالجلال
نہیں ہیں جس آفت میں اس سوز کا
وہ کرنوت جو ڈوب مرئیے ہیں
ذمائی رسالت نہ قول رسول
نہ ڈھونڈی کبھی حالت تابعین
رکے بار جو ہم پہ احسان کے
بہ تفہیم و افہام دین مسین
جو پیلا گئے منتہائے کمال
اصول حقیقت کے سچے پیام
کہ اول عدم تھا تو آخر فنا۔
یہ غفلت رہی الحذر الحذر
وہ خود کو کہے احسن الخالقین
دکھائے وہ پہل پھول کر یہ نمود
نہیں کچھ پہ دعوے کہ ہاں ہم بھی ہیں
کہ نکلے ہمارا کوئی مسدعا
مگر رحم اے ارحم الراحمین
کہ دم بھر میں ناقص کو کجی کمال
یہی پوچھ بن جائیں روشن گہر
مہین دے کہ جو لے لیا ہو کو دے
قوی ہیں قوت نظر میں کمال

چنے عزم کامل ثبات و قرار
 حیا ارتقا منزلت اعتبار
 اور احسان من و اذ سے بری
 مصیبت و فکام مصیبت میں ساتھ
 وہ جلوت جو مملو ہو فیضان سے
 تب اس زندگی کا کچھ لطف ہی
 مگر نور نیکی کا رے جائے گا۔
 کہ چلتے کے ساتھی ہیں ہیں نہ ہا
 خدا کی خلافت کے مختار کار
 نیا خوش نما سکے اعتبار
 اب تک ہی جسر نہرا آفرین
 قوے کا وہ انداز وہ شد و مد
 نمو کے وہ ساعات وہ دن و رات
 وہ مولودیتا وہ صنع الہ
 اشارت بشارت تھی جسکی صحیح
 ہے اک نام ہی یادگار جہاں
 بحق حق آگاہ سلطان دین
 کہ تو ہی معید اور قیوم ہے
 کہ فتاح تو ہی کما فی الکتاب
 کہ باسط ہی تیری صفت شہر

رسائی طبیعت کا مینائے کار
 سخاوت شجاعت تجمل و قار
 عبادت کا حصہ ریا سے بری
 یتامی ایامی یہ شفقت کا ہاتھ
 وہ خلوت کہ خالی ہو حرمان سے
 ملین ہمو یہ نعمتیں پے پے
 مہ عمر ایتہ گئے جائے گا۔
 انوکھی ہی یہ گردش روزگار
 کہ ان آدم جہد عالی تیار
 بشیر کا وہ پہلا ہی نقش و نگار
 وہ دلچسپ تصویر کار آفرین
 وہ عمر دراز اور جسامت ہ قد
 وہ ازواج اور وہ بنین و بنات
 وہ عیسیٰ بن مریم فلک بارگاہ
 وہ روح القدس اور سچا مسیح
 تپائے کوئی اس جہان میں کہان
 تو آئے خالق آسمان و زمین
 پلٹ آئے حالت جو معدوم ہی
 ہمارے مطالب کا ہو فتح باب
 ہمارے لئے کہوں سنت کا در

ہمیں اپنی عزت سے کسر بلند
 کسی سے ہمیں ہونہ کچھ حرص و آرز
 نکل آئے کاموں کی اچھی سیل
 یہ ہے قوم مردہ عطا کر حیات
 وہ پیدا ہو وحدت نبین بہائی بند
 دعا کچھ سے کرتے ہیں اے مقتدر
 تمنا ہی اے منعم بے قیاس
 رہے ہم کو ہر ایک ذی حق کا پاس
 یہ ہے آرزو احکم الحاکمین
 یہی دین اصلاح ابدان ہے
 یہی دین ہے وجہ امن و امان
 یہ ہے غاۃ روی حسن قبول
 ہے لازم کرے اسکا اکرام قوم
 اسی نے سکھائیں جو انہر دیاں
 یہی ہے طریق نجات و نجات
 اسی نے یہ بے مثل احسان کیا
 یہ بھر پور شائستگی کا سبق
 یہ بے حد صفائی ظہور و بطون
 قواعد صداقت کے یہ استوار
 یہ حق گوئی و نصرت عدل و داد

کہ ہے تو معجز اور عزت پسند
 تیرے فیض شامل ہوا ہے بے نیاز
 کہ تیری صفت میں ہر نعم الوکیل
 کہ قحطی حقیقت میں ہر تیرنی ات
 کہ واحد ہی تو اور وحدت پسند
 تو اناموں ہم دوسری بار پھر
 نہ ہولین کبھی تیرا شکر و سپاس
 بنا ہم کو تودل سے منعم شتاس
 کہ رکھ ہم کو محکوم دین متین
 یہی دین تہذیب کی جان ہے
 یہی دین ہے باعث غر و شان
 اسی سے ہے عین سعادت و جھوٹ
 اسی نے کیا قوم کا نام قوم
 بتائیں زمانہ کو ہر در دیاں
 یہی ہے سبیل صلاح و فلاح
 کہ حیوان ناطق کو انسان کیا
 یہ ابطال باطل یہ احقاق حق
 یہ انسانیت کے نکات و شیون
 دیانت امانت کے طرز و شعار
 یہ رسم محبت طریق و داد

خصائل یہ اعطا وایتا ر کے
 اسی دین نے جلوہ آرا کئے
 اسی ہے پید اسپید و سیاہ
 بیان زمین تخم ریزی و کشت
 بُرے کی بُرائی اور اسکی سزا
 سفر کا مال اور زاد سفر
 اسی نے عطا کی یہ فہم و تمیز
 نہ بچپن رہے صرف لہو و لعب
 جوانی ہوا ہے کہ آئی گئی
 بڑا پے کے دم کا بہلا اعتبار
 سکتا ہا تھمیں ^{لور نہ پاؤں میں}
 جہان سب کو کہو یا تو کہو یا گیا
 بہر کیفیت ہا تھ آئے جو کوئی دم
 یہ کہنا کہ ہو وقت تب کچھ کریں
 یہ دہو کا ہے وسم کثیر و قلیل
 جو مودہ بھر کم سے کم بھی عمل
 جہان تک ہو تدبیر سے کام لو
 اسی وقت پر عقل کا مقتضا
 ہماری نسل خوب ہے علم صرف
 نہ کچھ اسمیں کرنے کرا نیسے کام

فضائل یہ ایقائے اقرار کے
 وضاحت کے ساتھ آشکار کئے
 اسی سے ہو دیا ہر اک کوہ و کاہ
 وہ خرمن کا حاصل کہ دوزخ بہشت
 بہلے کی بہلائی اور اسکی جزا
 حضر کا نکال اور اسکا منہ
 کہ ضائع ہو جائے عمر عزیز
 شباب آکے جائے نہ یوں بطلب
 وفا اس سے ہرگز نہ پائی گئی
 کوئی اسکی گنتی اور اسکی شمار
 نہ کچھ زور بازو نہ زور قدم
 کہ یہ کہیت جو تادہ بویا گیا
 اسیکو سمجھ لے کہ ہے مقتسم
 ستم ہے جو ممکن ہو اب کچھ کریں
 کئے جائے انسان بی قال و قیل
 ضرور اسکا انسان پائیگا پہل
 پھر آخر کو تقدیر جو ہو سو ہو
 روا ہے یہ کہنا رضا بالقضا
 عمل ہی نہیں جسمیں جز بحت حرف
 فقط جا بجا ذکر فاعین لام

بجز کرد اور مے کند کن ممکن
 زبانی ہے سب ناصر ناصر
 بنا لے ہیں فرضی یہ سب یہ عمر
 تو حاصل ہوا اس سے یہ لاکلام
 جب اصل اسکی نکلی مجب اُصول
 ہو تعلیل کے بعد گو مختفی -
 یوں ہی قوم جب تک صحت طلب
 صحیح اور سالم نہونی المثل
 خدا یا بحق کلام فصیح
 بنین دفعۃً ایسی کچھ صورتیں
 یہ مٹی کے پتلے کبھی کام آئیں
 یہ اسوقت حاصل کریں عز و جاہ
 نہ پھر قوم چین بے کل رہے
 نہ اپنے کئے پر یونین کبھی
 برا وقت ان پر نہ اگر پڑے
 کبھی پھر نہ غیر ون کے بس میں ہیں
 نہ اپنے کو پولین نہ بیکو بہلائیں
 رہے یاد اسکی کہ مرنا بھی ہے
 وہاں تو شہ خیر درکار ہے
 جہاں پر کہ مان باپ بہائی ہیں

عمل کے ندارد ہیں بیخ و بن
 حقیقی مدد کی نہیں ایک بات
 نہ لاتدع نہی اور نہ اسمع ہر امر
 کہ مقتل کا جب تک کہ مقتل غلام
 تو سو حرف علت کا اسمین شمول
 پر اعلال کے ساتھ ہی اسمین فی
 یہ بیمار یا یوں کہو جان یلب
 رہیگی اس ادبار سے ہم بغل
 کہ اس قوم بیمار کو تو صحیح
 کہ یہ چلنے پھرنے لگیں موتیں
 کہ خود آپ اپنا تماشہ دکھائیں
 تماشا یوں کی ہو حیران نگاہ
 کہ یہ دور راحت مسلسل ہے
 وہ جاگین کہ ہرگز نہ سوئیں کبھی
 نہ ادنی مصیبت کوئی سر پڑے
 نہ نبد ہوا و ہوس میں رہیں
 وہ باتیں کئے جائیں جو کام آئیں
 ہمیں اور کچھ کام کرتا بھی ہے
 جہاں کوئی مونس نہ غمخوار ہے
 کوئی کام آئے نہ فرزند وزن

نہ انکار افعال ہو سودمند
 نہ باقی تلافی کا موقع محل
 نہ چہینے کا ڈھب اور خیال گریز
 وہ حاکم کہ اللہ اکبر کہو
 وہ ہو زیب اور نگِ شانِ جلال
 کرے فیصلہ درمیانِ احم
 وہ حاکم جو ہو صانع و کار ساز
 جسے امر نزدیک و دور ایک
 برابر ہو جسکو بطون و ظہور
 وہ تو ہی تو ہے اسی میری چارہ
 جو تیرا ہو فضل و کرم دستگیر
 غم دین دنیا سے دی تو خلاص
 جو کچھ جرم ہم نے کیا بخش دے
 ہمیں تو بتا تیرے در کے سوا
 کہیں ہو نہ استغاثہ خطاب
 تو کہتا ہے جو ہم سے مانگے دعا
 و غنا خود ہے تیری قدر اور قضا
 بنایا ہی ہم کو تو اب پھر مہربا
 نیرنی ذات عالی بلا شک و ریب
 تجھی کو ہے لایق بقا و غنا

نہ اندیشہ جو رو فکر گز نہ
 نہ تدبیر تبدیل طرزِ عمل
 وہ عالمِ کھمبکٹ دم پرستخیز
 ہو کوئی اس سانہ ہی اور نہ ہو
 زبانِ جہان و صف میں جسکے لال
 روف و رحیم اور عدل و حکم
 وہ کہتا وہ بے مثل وہ بے نیاز
 جسے غیر منظور و منظور ایک
 بوصفِ علیم نہایت الصدور
 خطا پوش جان بخش بندہ نواز
 تو ہاتھ آئی دخواہ مافی الضمیر
 بحق خلوص خواص الخواص
 خطا وارہین کبریا بخش دے
 کوئی اور ہے ملجا و مشکے
 ہر ایک شے کا تو ہی متناہیاب
 جواب اُسکا کرتے ہیں ہم خود ادا
 قبول اسکا تیری عطا اور رضا
 دعا ہے ہی فامنیج ربنا
 ہی خالی مثال سب سے بے نقص و عیب
 سوا تیرے سب کو ہی فقر و غنا

خلائق یہ سب تیری مقہور ہے
 کے رب آرنی یہ ہے سب کی تاب
 ہر اک شے تیری شان کی مستقر
 وساطت میں مطلوب تو چاہئے
 تہو جسمیں تو ہے وہی تیرے پیچ
 ہمارا یہ جینا ہے بالکل وبال
 یہ کس طرح کہ لا ابالی رہے
 فضول اور عبث زندگانی کسی
 عنایت ہوا کیونچہ فہم و شعور
 یہ کیون وسعت حسن اور اک ہر
 طلب اور ارادت ہو چہ نام کی
 وہاں پھر صداقت سی جتنا ہر کام
 صنم ہے حقیقت میں قدرت سنیو
 ظہور اسم رب کا یہ رکھتا ہی شان
 ملے رزق مقسوم مرزوق کو
 نمودین کمی ہونہ وجہ ہلاک
 صنم سے تو مانگا محمد نے دیا
 جو اسکی طرف سے ہو پرورش
 وہ شے جو کہ سے انتہا کی دلیل
 نہواہل غیرت کو کرنا پسند

تو نزدیک ہے سب ہی پھر دور ہے
 ہو موسیٰ کو جب لگن ترائی خطاب
 ہے شاید تیری گنہ پر خشک تر
 پر اسکے لئے جستجو چاہئے
 ہر ایک شے ہے نغیر اور غیر پیچ
 نہ کچھ فکر دنیا نہ دین کا خیال
 جو مقصود تھا اوس سے خالی ہے
 تر و ملا۔ شاد مانی گئی
 پڑے ہم حقیقت سی کیون اتنی دور
 کہ تھی مشیت خاک اور پھر خاک ہر
 ہے بد پرستش سے اصنام کی
 کسی نام سے ہو کلتا ہے کام
 مرادون کا ہر اور ہی سے صدور
 یہ ہے رحمت عامہ کا نشان
 پڑے اسمین دقت نہ مخلوق کو
 کوئی ہونہ بے وقت پیوند خاک
 اسی نے جو پرودہ چاہا کیا
 تو ہو دم کے دم میں فنا کی روش
 تحمل ہو جب کا گراں و ثقیل
 کرے ایسے جینے سے مرزا پسند

وہ کام اس کا دن رات ہشیہ ہی
 وہ دروغی ہے بڑی بد بلا
 کہ جسکو شارع علیہ السلام
 نہیں منحصر ہیک پر در بدر
 الہی یہ دون ہمتی دور کر
 تیرا فضل ہر آن شامل رہے
 نہ انسان مسائل ہوا انسان کے
 غنا تیری انکو نہ پاتی رہے
 خود ہی کہہ دیا یہ بانا یہ نہیں
 جو طاسر ترجم کے گرویدہ ہیں
 بظاہر تو ہیں صوفیانہ مقال
 الہی نہیں تو نہ پا دے تو ہے
 وہ مشرب کہ رکھا چسبن قدم
 وہ گفت و شنید فنا و بقا
 وہ تحقیق احوال غیب و شہود
 کہ بالکل زبان تک ہی محدود ہیں
 نہ یہ کام میں اپنے لانے کے ہیں
 الہی یہ انکا کیا راس آئے
 حقیقت سی ہوں بہرہ اندوزیہ
 نہ باقی ہوا نہیں ریا کی جہلک

کہ بدنام جسمین ہمیشہ رہے
 کہ ایک چھوڑ دو بلکہ وہ صدر بلا
 ترے سے کٹون کے حق جن کام
 طریق اسکے میں مختلف مشہر
 انہیں اشتیاق میں نہ محسوس کر
 کہ یہ نام کامل کا کامل رہے
 ملے جو ملے تیرے فیضان سے
 سہراقت سے انکو بچاتی رہے
 کہ خالی نہیں ہے بتانا یہ نہیں
 تو باطن میں گرگ جہان دیدہ ہیں
 مگر صوفیت کی نہیں چال ہال
 تو ظاہر باطن بنا دے تو ہے
 نہ کہلجائے غیر و نہ اسکا بہرہ
 وہ توحید تفرید کے ادا
 وہ اہکاث ذات و صفات و وجود
 نہ کچھ قصد و کمانہ مقصود ہیں
 اگر ہیں تو خالص بتانے کے ہیں
 بہت دوباہر سے جو ہی پاس گئے
 صداقت سی ہوں چہرہ افروز یہ
 نہ برہان اور راقی عالمی جہلک

تقرب کے ہیں جو سر و پا وقیود
چٹھین یک بیک دام زور سے
خوشی جو ہے وجہ عز و وقار
خوشی جو ہے شیوہ ذی خرد
خوشی جو ہے دُج حکمت کا دھند
خوشی جو ہے گوہر تاج عقل
خوشی جو ہے ہادی معرفت
خصوصاً تصوف کا اصل اصول
خوشی جو ہے معنی لا جواب
میسر ہوا و نکو بوجہ کمال
خداوند عالم بہلا تو کہن
ہی آتش و باطن اب روان
ابھی تک نہ معلوم کیا چیز ہیں
انہیں کی حقیقت کا پورا نشان
ملا ہی نہیں اور جو کچھ کہ اب
ہے اسکا فقط تجربہ پر مدار
اثر کا تغیر بھی ہے معتبر
بہت کچھ خبر میں بھی ہے اختلاف
کہیں خاصہ کا مخالفت اثر
غلط جس بھی ہوتا ہے وقت قصور

لکھا نبی انہیں پائین وجود
بچین جھوٹی باتوں کی شہیر سے
خوشی جو ہے دولت پائدار
خوشی جو ہے قرب رب صمد
خوشی جو ہے یاد رکھنے کا گھر
خوشی جو ہے عین معراج عقل
خوشی جو ہے سب ہی عمدہ صفت
دلیل تعریف بقول رسول
صفات کمالات میں انتخاب
تیرے فیض مطلق سے ایزد تعال
کہاں فہم و ادراک اہل جہان
مہ و مہر و اکھم زمین آسمان
تفکر میں سب اہل تمیز ہیں
یقینی بلا دخل ریب و گمان
ملا ہے۔ وہ ہی پھر بھی وقت طلب
جو ہوتا ہے آثار سے آشکار
تو کس طرح مقبول ہو یہ خبر
تو کیونکر حقیقت کا ہوا انکشاف
مشاہد ہے نزدیک اہل نظر
تو کیونکر جو صحت کا ہمکوش شعور

مزاروں نے کی جانفشانی بہت
مگر کچھ نہیں کچھ نہیں حیف
منظاہر کی نادرا نوکھی ہے ستم
ہر اک ذہن ذہن رسا ہی نہیں
پتھر جیسو اسکی تھول اور تلاش
ہوئی کچھ تحقیق عنصر کی طے
ہو جیل مولف کہ جعل بیط
تو جو چیز ہو مفضل اور محاط
جو ہو ذہنی حیات اور بے یال و پر
سو تکلیف پرواز بالا اتفاق
ہماری یہ ہستی بے اعتبار
دور وزہ اس عالم کی ہو دو باش
پہان کام وہ کر کے زندہ رہے
ہے فاروق اعظم کا سچا کلام
مسافر جو سستا ہے سہجائے گا
تو ہی اسکے قابل ہو کر دگار
تو ہی ناتوان کو توانا کرے
تو خالق عباد اور افعال کا
ہے تو جبکہ سب کی امید ورجا
ہے طالب یہ نعمانی حق نگر

دکھائی قلم کی روانی بہت
کہنے کب بہلا حالت اصل کیفیت
کہنے گا نہ ہر ایک سے یہ طلسم
کہ اس بحر کی انتہا ہی نہیں
ہمیشہ رہے اسکو تازہ خراش
یہ حاصل ہی اسکا کہ جو ہے سو ہے
ہے مجھول کو علم جا عل محیر
احاطہ سے خارج رہی کیا بساط
تہو حظ پرواز سے بہرہ ور
رہے اسکے حق میں قہلا یطاق
ہے معلوم موموم اور مستعار
مقرر یہ فکر معاد و معاش
کہ جسکے سبب مر کے زندہ رہے
بہلائی بُرائی کا رہتا ہے نام
مگر نیک و بد ذکر رہ جائے گا
نبا دے ہمیں قابل یادگار
تو نادان کو دم بھر میں دانا کری
تو موجود ہے تکمیل و اکمال کا
اسی واسطے تجھ سے کی التجا
کہ مقبول عالم ہو حسن نظر

جملہ حقوق طبع و انعام راقم تحفظ ہیں کوئی صاحب قصہ طبع لغزائیں مجھ علی محفوظ ناہم تھانہ نماش
حیدر آباد کن محلہ سلطانپورہ